مطبوعات

پاکستان میں مسیحیت(دو حصے) : مولف: ڈاکٹر نادر رضا صدیقی' نظرثانی:حافظ نذر احمد' ناشر: مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر' علامہ اقبال روڈ' لاہور' کوڈ ۵۴۰۰۰۔ صفحات حصہ اوّل : ۲۹۲' حصہ دوم : ۳۰۴' قیمت حصہ اوّل ۱۲۰ روپے' حصہ دوم ۱۲۰ روپے۔

پہلے حصے کا موضوع ہے : پاکستان میں مسیحیت --- جائزہ ---۔ دوسرے حصے کا موضوع : پاکستان میں مسیحیت۔

مسیحیت کا موضوع پورے عالمِ اسلام میں اہمیت اختیار کرچکا ہے۔ انڈونیشیا کی اسلامیت کچلی جاچکی' مصر' سوڈان' الجیریا' الجزائر' لبنان وغیرہ سب زخم خوردہ ہیں اور ان علاقوں کے اکثریتی مسلمان' عیسائی اقلیت سے خوفزدہ ہیں جو ایک ہاتھ سے بائیبل دیتی ہے' دوسرے ہاتھ سے بچوں کو چاکلیٹ اور بڑوں کو روٹی' مریضوں کو دوا' طلبہ کے لیے وظائف' نوجوانوں کے شادی کے انتظامات' غریبوں کے لیے خیراتی فنڈز کا استعمال ------ اور اس محاذ کے پیچھے مغربی عیسائی تنظیمیں بلکہ حکومتیں تک ہیں۔ وہاں سے فنڈز آتے ہیں' مبلغ آتے ہیں' اہلِ خدمت آتے ہیں' اور تعدادیں بڑھائی جارہی ہیں' کہیں کہیں ہتھیار بھی موجود ہیں' عالمی پریس ان کے حق میں پروپیگنڈہ بھی کرتا ہے۔ جے سالک کے معاملے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عجب مداری کی سی شخصیت ہے اور مغرب میں اس کے لیے تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اور پاکستان کو تشدد اور جبر کرنے کا ملزم گردانا جارہا ہے۔

کاغذوں پر لکھی ہوئی باتیں اور تقریریں اور نعرے کیسے ہی خوشنما ہوں اور آپ کتنا ہی عیسائیوں کو بھائی اور جانی دوست بنائیں' ان کی ذہنیت وہی رہے گی جسے بوسنیا کی مظلومیت نے بے نقاب کردیا ہے۔ عیسائیوں کا فنڈا منٹل ازم (انہی کا ایجاد کردہ) کیسا خونخوار ہے۔ مشنری رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد پاکستان میں بڑھ رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ

اب سیاسی ہنگامہ آرائی کی طرف بھی مائل ہو رہے ہیں۔

ایسے حالات کے ہوتے ہوئے یہ کتاب بہت چونکا دینے والی ہے۔ اس میں مسیحی آبادی کے اضافے کی رفتار دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ تفصیلات تو کتاب میں دیکھیں، صرف رفتارِ اضافہ کا اندازہ یہاں درج ہے:

۸۱ – ۱۹۵۱ میں اضافہ:

مجموعی آبادی میں اضافہ = تقریباً ۱۵۰ فیصدی

مسلم آبادی میں اضافہ = تقریباً ۱۴۹ فیصدی

مسیحی آبادی میں اضافہ = تقریباً ۲۰۲ فیصدی

(بحوالہ رپورٹ مردم شماری پاکستان ۱۹۵۱، ۱۹۶۱، ۱۹۷۲، ۱۹۸۱)

پاکستان میں اس وقت مسیحی ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ۴۲۶ ہیں۔

یہ لوگ دوسری اقلیتوں، خصوصاً قادیانیوں، اسمٰعیلیوں، بہائیوں کے ساتھ مل کر اٹھتے ہیں بلکہ جب وہ پی ڈی اے یا پی پی کا طوفان اٹھتے دیکھتے ہیں تو ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

خاص طور پر ان کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کو جڑ نہ پکڑنے دی جائے۔ اس مقصد کے لیے وہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھائے جانے کے خلاف ہیں۔ اصل مخالفت تو قادیانیوں کی ہوگی، لیکن دوسری اقلیتیں اس لیے اس معاملے میں یکسو ہیں کہ وہ اپنی حقیقت کو مخفی رکھ کر بعض ایسے حقوق یا عہدے حاصل کرلیں جو ان کا استحقاق نہیں بنتے۔

افسوس کہ میں نے کتاب پر لکھنے سے زیادہ مسیحیت کی مصیبت کا قصہ لکھا ہے۔ بہرحال اس کتاب میں (حصہ اوّل) مسیحیت کی حقیقت، اناجیل کا قصہ، مختلف فرقے اور کلیسا اور عیسائیوں، مذہبی پیشواؤں اور مشنوں میں اخلاقی خرابیاں، ان کے جھگڑے، ان کے عقیدوں کا تجزیہ، بہت سے معلوماتی ضمیمے اور علی میاں کی تعریظ اور حافظ نذر احمد کا پیش لفظ ---- شامل ہیں۔

دوسرے حصے میں بھی تقریظ اور پیش لفظ کے بعد مسیحی مشنریوں اور ان کے تبلیغی طریقے اور ذرائع و وسائل کا استعمال، مختلف ممالک میں ان کے کارنامے، پاکستان میں نفوذ کی تفصیلی رپورٹ ان کی کامیاب صیادی کے اسباب، ان کے تعلیمی ادارے، یتیم خانے، عورتوں کا مشنری کام، مسیحی جرائد، ناشرین، بائبل کا کارسپانڈنس اسکول وغیرہ موضوعات پر جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کا عشر عشیر بھی نقل نہیں ہو سکتا۔

کتاب ایسی اہم ہے کہ اب اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ لازماً پڑھیں اور مسئلے پر غور

کریں۔

(ن ۔ ص)

نصف صدی قبل کا سفرنامۂ حج : صاحبِ ترتیبِ نو (حالات زندگی و حواشی کے ساتھ): مولانا محمد برہان الدین سنبھلی علیہ الرحمتہ ۔ اصل سفرنامہ : الحاج مولانا قاری حکیم محمد حمید الدین سنبھلی علیہ الرحمتہ۔ ناشر: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۔ ۱۱۲ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔

یہ کتاب قاری حکیم محمد حمید الدین سنبھلیؒ کے سفرنامۂ حج و زیارات حرمین پر مشتمل ہے۔ قاری صاحب کی پیدائش بہ مقام ڈیگ (ریاست بھرت پور) مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۳ کو ہوئی۔ حفظِ قرآن' عربی و فارسی پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۸ میں سندِ فراغت حاصل کی۔ علمِ تجوید و قرات اور فنِ طب کا تکمیلی مطالعہ مراد آباد میں کیا۔ زیارتِ حرمین کے بعد علوم کی اشاعت کا کام کیا اور ۱۹۲۹ میں مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن قائم کیا۔ پھر لڑکیوں کے لیے بھی مدرسہ قائم کیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۵۸ کو وفات پائی۔ اپنی تحریر میں اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ۲۱ شعبان ۱۳۵۳ھ کو مکہ مکرمہ میں پہنچے۔ پھر مدینہ شریف گئے' پھر مکہ آئے۔ اس دور میں وہاں کے جو احوالِ غریبی لکھے ہیں وہ پڑھ کر آج بھی قلق محسوس ہوتا ہے۔ شرفائے مدینہ کا یہ حال کہ کھانے پینے کو کچھ نہیں مگر سوال کسی سے نہیں کریں گے۔ ایسی لڑکیاں دیکھیں کہ اندر لباس محض دھجیوں پر مشتمل' لیکن اس پر برقع پورا ساتر۔ ترکی دور میں یہ عالم تھا کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ لگ جاتا۔ مگر وہ دور گیا اور ترک سامراجیوں کی پیدا کردہ تفریق عرب و ترک کی وجہ سے سخت بددل ہوگئے۔ چند دلچسپ تفصیلی نوٹس وہاں کے احوال کے لکھے تھے' مگر انھیں چھوڑ کر میں ایک مرتب سفرنامہ کے تعارفی مضمون سے لکھنا کافی سمجھتا ہوں:

> اس کے مطالعہ سے قاری کو یہ اندازہ ضرور ہوجاتا ہے کہ یہ ایک ایسے حساس بلکہ گداز قلب' بیدار مغز ---- چشمِ بینا اور گوشِ شنوا رکھنے والے کے قلم سے ہے جس نے صرف روئیدادِ سفر ہی سنانے' اور کیمرہ کی مانند بس منظر کشی کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ سبق آموز واقعات سے' مشورہ طلب مواقع پر مفید مشورہ دینے' اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی سعادت پر آنسوؤں کے نذرانے پیش کرنے میں بھی کمی نہیں کی ہے۔ نیز ادب و انشاء پردازی میں شہرت نہ رکھنے کے باوجود "سادگی اور پُرکاری" کا ایک اچھا